Registered.

L. No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۲۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۲۵ جون ۱۹۰۹ئہ | جلد ۳۷

لودیانہ کرسچن بک سٹور کی شائع شدہ کتابیں

ستیارتھ پرکاش درپن

مصنف پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس صاحب لاہور

اس کتاب میں ان اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہو جو آریہ سماج کے بانی دیانند سرستی نے بائبل مقدس پر کئے ہیں ہر ایک مسیحی استادوں اور مناودں کے لئے بڑی مفید کتاب ہو قیمت ۸؍ مجلد ایک روپیہ عہ +

گنجینہ اسلام

(رومن اردو) مصنف پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی

دین اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے مسیحی واعظوں اور علم الٰہی کے طالبعلموں کیلئے نہایت ہی مفید کتاب ہو قیمت ۸؍ مجلد ایک روپیہ عہ +

موازنہ مذاہب

مختلف مذاہب کی تعلیمات (رومن اردو)

ڈاکٹر ایچ ایس کیلاگ کے لیکچروں کا مجموعہ جو انہوں نے پرنسٹن یونیورسٹی میں دیئے پادری راجہ رام چیتا مبرنی۔ اے نے ترجمہ کیا ہر ایک کو اسے پڑھنا چاہئے۔ قیمت ۸؍

فوز العظیم بالتصویر

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی کی انگریزی کتاب "زینب دی پنجابی" کا بامحاورہ اردو ترجمہ اس میں کہانی کے طور پر ایک مسلمان کے مسیحی ہونیکی مشکلات اور تجربوں کا ذکر کیا گیا ہو قیمت ۲؍ مجلد ۴؍ +

سمپردائے

مولفہ پروفیسر بی۔ بی رائے صاحب مدرسہ علم الٰہی سہارنپور

اس اردو رسالے میں سمپردایوں کی تواریخ و تعلیم اور مختلف ریت و رسم کی تشخیص کی گئی ہو۔ حجم کتاب ۲۹۲ +

قیمت چھ آنے ۶؍ مجلد دس آنے ۱۰؍

گیت کی کتابیں

موٹے حروف کے گیت کی کتاب قیمت ۲؍ بلیکا۔ ٹیپ میں گیت کی کتاب کپڑے کی جلد قیمت ایک روپیہ ۴؍

سادہ رومن میں قیمت ۲؍ بلیکر ۳؍ تک

دیہاتی گیتیں

اردو حروف میں قیمت	۹ پائی
ناگری میں 〃	۶ پائی
گورمکھی میں 〃	۶ پائی

ایک آنہ ٹریکٹ

بائبل اور سائنس۔

مرزا غلام احمد قادیانی۔

ازالتہ المرزا قادیانی۔

یسوع مسیح کون تھا (ایک وعظ جو کہ پادری میکلوڈ صاحب کی طرف سے ہے)

رسالجات

پیسے والے ٹریکٹ

اے آدم تو کہاں ہے۔

ایک مجروح سپاہی۔

مسیحی مذہب کی صداقت (جو مسیح کی زندگی سے ظاہر ہی)۔

نبدرگاہ میں داخل ہونا۔

ارے اے سب لوگو آؤ۔

معجزہ۔

رسالہ ذنوب محمدیہ۔

تم مسیح کی نسبت کیا خیال کرتے ہو

لیف لیٹ

آپ کو مژدہ ہو۔ قیمت ایک پائی۔

خدا کا کلام آپ کے حق میں کیا کہتا ہے +

خدا سے میل۔

فقط ایمان لاؤ۔

مسیح پر ایمان لانا کیا ہے۔

جوانوں کیلئے ۱۲ قصوں کی کتابیں

عزت بیتال۔ رام پال سنگھ ہیرا کا قصہ۔ شریف بیبیاں۔ جاپان کے حالات چند لیلا لارڈ کلایو ہند میں۔ تاریخ یونان۔ رابنسن کروسو تاریخ مصر۔ مرقع روس۔ فوز العظیم۔ یہ سب کتابیں پانچ روپیہ ارسال کرنے پر دستیاب ہو سکتی ہیں +

تمام کتابیں کرسچن بک سٹور لودیانہ سے بذریعہ وی پی یا نقد قیمت پر مل سکتی ہیں

نورافشاں

لودیانہ۔ جمعہ۔ ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۹ء

شاہ سالم

عنوان بالا کا شخص کوئی دنیا کا بادشاہ نہیں ہے کیونکہ دنیا کی بادشاہت میں اس شخص کے لئے ایسی کوئی سلطنت نہیں ہے جو اس کی صفات کے درجے تک سرفرازی حاصل کرسکے دنیا اور اُس کی تمام خوبصورتی گھاس کے پھول کی طرح مرجھا جاتی اور فنا ہوتی ہے اور دنیا کی کسی چیز میں سلامتی نہیں ہے سب کچھ تبدیل پذیر اور نیست ہونیوالا ہے پر وہ شاہ سالم ہے اور ایک نبی اُس کے ناموں کی جو سب صفاتی ہیں یہہ فہرست دیتا ہے (۱) عجیب (۲) مشیر (۳) خدائے قادر (۴) ابدیت کا باپ (۵) سلامتی کا شہزادہ تو اس شاہ سالم کی بادشاہت محض دنیاوی حکومت نہیں ہوسکتی وہ اس سے بڑھکر کوئی اور ملک وسلطنت ہے۔ جو اُس کی آلہی شان کے شایاں ہے وہ آسمانی بادشاہت ہوا اور وہ شاہ سالم خداوندوں کا خداوند اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

وہ یہ سلامتی کی بادشاہت دنیا ہی میں قائم کرتا ہے اور اس کو اپنی آلہی طاقت سے قوت بخشتا اور استوار کرتا ہے

اس سلطنت کے فتح کرنے کے سامان بھی نہایت عجیب ہیں۔ سکندر اعظم۔ تیمورلنگ۔ چنگیز اور نپولین وغیرہ نے اپنی سلطنتوں کو تلوار کے زور سے قائم کیا۔ مگر تلوار۔ بارود اور سامان جنگ سب بیرونی کے سامان ہیں اور یہ لوگوں پر صرف عارضی قبضہ کرسکتے ہیں گو یہ شاہ سالم اپنی رعیت پر ان سے زیادہ زور آور [ہتھیاروں] سے اثر ڈالتا ہے۔ اس کی فتح کا پرافشاں تلوار نہیں بلکہ صرف ایک کھجور کی شاخ ہے وہ جنگ کا خوفناک دیو نہیں ہو بلکہ وہ شاہ سلامت ہے دنیاوی بادشاہ دوسروں کی طاقت اور اختیار کو برباد کرنے کے لئے عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں پر یہ بادشاہ سرفراز کرنے کے لئے مغلوب کرتا ہے۔ وہ آدمیوں کو اپنی محبت کا اسیر بناتا ہے اور یہ کام فوجوں اور بڑے جنگی سامان کی طاقت سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے یہ شاہ سالم خداوند یسوع مسیح ہے اور اس کی سلطنت ابدی اور لازوال اور جلالی و آسمانی سلطنت ہے اس لئے وہ خود فرماتا ہے "میری سلطنت اس جہان کی نہیں ہے۔" اے ناظرین شاہ سالم خداوند یسوع مسیح اپنی سلطنت تمام دنیا میں قائم کرچکا ہے اور اب وہ لوگوں کو اس میں شامل کرنا چاہتا ہے اور اعلان عام اس خوشخبری کے سب کو پہونچانے کے لئے دیدیا ہے جواب تشہیر ہو رہا ہے اب صرف توبہ کرنے اور ایمان لانے سے اس کی بادشاہت میں داخل ہوسکتے ہو۔ اس لئے وقت کو غنیمت جانو اور اس سلامتی کے شاہ اور شہزادے کو قبول کرکے اس کی مبارک اور غیر فانی بادشاہت میں شریک ہو جاؤ۔ تو ہلاک نہ ہوگے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤگے۔

حال کا زمانہ ریفارم کا زمانہ ہے تسلیم کا اثر ہند کی تمدنی اور اخلاقی حالت پر نہایت زور آور ہے تعلیم یافتہ جوان مرد اپنے باپ دادوں کے دستورات اور خیالات پر عمل نہیں کرسکتے۔ اکثر ایسے جوان اور تعلیم یافتہ لوگ جاہے ان کی عمر کچھ ہی ہو سوال کرتے ہیں کہ کیا ہم کرسکتے اور کیا کریں؛ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بعض دانا بزرگان ہندنے حال کی تہذیب اور ترقی کے لئے سب کچھ کرچکے ہیں اور کررہے ہیں مہاراج بڑودہ کے نیک کام اور تہذیب اور پرہیزگاری کی تعریف سب لوگوں کی زبان پر ہے۔ ان تمام کے مہاراجہ کی کامیابی کی خبر آئی ہوگئی خاص کر جو انہیں ہے گئی ہم کی اصلاح میں ایسی مجبوری اور نالائقی کیساتھ کیا سختی کی مخالف وقوع میں نہیں آئی ہے۔ مثلا اس سے پیشتر ہندؤں کے کتنے فرقے ہوتے تھے جو آپس میں جھگڑا کرتے رہے اب ان میں ایسی یگانگت پیدا کی گئی ہے۔ کہ کوئی جھگڑے کا سبب نہ رہا۔ مہاراجہ صاحب نے بھی شادی اور جنازے کے بے فایدہ اخراجات میں اصلاح کروائی ہے علاوہ اس کے ایک نہایت خراب دستور جو ریت کہلاتے تھے موقوف کردیئے گئے اس دستور کے مطابق لالچی لوگ اپنی بیٹیوں کو کسی آدمی کو بیچتے تھے جو خوب مالدار ہو سو اب یہ حکماً بند کردیا گیا۔ امید ہے کہ بہت بزرگوں میں جو ملک کے بڑے بڑے لوگ ہیں ایسی ہی روح پیدا ہوجاویگی جو اس ملک کی اصلاح میں بڑی مدد ہوگی اور تب ترقی کی صورت جلد نظر آئیگی۔

طمع و لالچ دنیا میں بہت غضب ڈہا رہا ہے اس کے نتیجے میں بڑے لوگ چوریاں کرتے۔ ڈاکے مارتے۔ خون بہاتے لوگوں کو قسم قسم کی تکلیفات پہونچاتے اور ظلم اور ستم کے ایسے کام روا رکھتے ہیں کہ جنکو سنکر دوسرے رحم دل لوگوں کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ہر مذہب وملت کے لوگ اس گناہ کو بہت سے گناہوں کا موجب گنتے ہیں مگر افسوس کہ بشیمار لالچ کے بندے اس کو اپنا شیوہ بنائے بیٹھے ہیں اور مذہب کی آڑ لیکر اس سے فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اگر مسلمانوں سے کچھ پانے کی امید ہوئی تو فوراً کلمہ پڑھنے کو تیار ہوگئے۔ اگر عیسائیوں میں دال گلتی نظر آئی تو جاکر پادری صاحبان کے سامنے ریاکار دکھا رنگ باتیں بنائیں اور عیسائی ہونے کو تیار ہوگئے۔ اور اگر آریوں نے کچھ دنیا کر دیا تو فوراً شدہ کرکے ان کے پیچھے پڑگئے اور اُن سے کچھ اڑا لیا اور اسی طرح شکم پوری کا اچھا طریقہ اختیار کرکے اپنے آپ کو اور دوسروں کو ناحق تکلیف

دیتے پھرتے ہیں آجکل ایسے شخص بہت پھرنے لگے ہیں اس لئے ہر ایک مذہب والے کو ایسے ریاکاروں اور مکاروں سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ اور یہ نقصان ظاہر ہے کہ ایسے لوگ ایک جگہ نہیں ٹھہرتے وہ تو فصلی بٹیر ہیں جو ایک جگہ بیٹھ ہی نہیں سکتے آج یہاں اور کل وہاں صرف اپنا پیٹ بھرنا ہی مقصد سمجھتے ہیں اور بس۔ ایک ہندی دوہا کسی نے ٹھیک کہا ہے۔

دوہا

کھیت بگاڑے کھرتوا اور سبھا بگاڑے کوڑ
بھگت بگاڑے لالچی کرجیوں کیسر میں دھوڑ

ہمعصر آریہ گزٹ پنجاب لاہور مطبوعہ ۲۰ مئی ۱۹۰۹ء اپنے ایڈیٹوریل کالمس میں آریہ سماج کی حالت بھی افسوسناک دکھلاتا ہے اول تو ہوشیارپور کے سناتن دھرمیوں کی سختیوں کا ذکر کرتا ہے دوسرے مسلمانوں کی مخالفت کا ذکر کرتا ہو۔ کہ وہ ایسے وقت میں سناتن دھرمیوں کیساتھ مل گئے اور پھر عیسائیوں کا بھی ذکر کرتا ہے کہ وہ ایسے وقت میں جو آریوں کی مصیبت کا وقت ہے اپنا فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنا کام اس علاقے میں کرنا چاہتے ہیں جہاں آریوں کا کام ہو رہا ہے۔ غرض وہ ظاہر کر رہا ہے کہ سناتن مسلمان اور عیسائی سب ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں پر یہ ہمعصر کا اپنا خیال ہے اس وقت ذیل کے شعر ان کے حسب حال ہیں:۔

آتش بدوست خویش و در خرمن خویش۔
چو خود زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش۔

اگر آریہ سماج خداوند یسوع مسیح کی اس عمدہ تعلیم پر غور کرتے تو بہت بہتر ہوتا۔ "دوسروں سے ایسا کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے کریں"۔

مس لیلاوتی ایم۔ اے کے انتقال کرنے سے تمام کلیسیا کو عموماً اور لکھنؤ کالج کے منتظمان کو خصوصاً افسوس و رنج ہوا۔ مس صاحبہ کی شہرت نہ صرف ہند میں بلکہ تمام دنیا میں پھیل گئی تھی۔ ازابیلا تھوبرن کالج میں تعلیم پا کر وہ ایم۔ اے کے خطاب یافتوں میں پہلی ہوئیں۔ چند سال ہوئے کہ وہ ملک امریکہ کی بڑی کانفرنس میں حاضر ہوئیں اور اپنی نیک خصلتوں اور فصیح تقریروں سے بڑی شہرت پائی پھر پچھلے سال وہ ملک جاپان ممالک یورپ اور امریکہ کے وائی ڈبلیو سی۔ اے کے بڑے جلسوں میں ہندوستان کی طرف سے ایلچی کے طور پر بھیجی گئی تھیں انہوں نے اپنی ذات سے اپنی علمی لیاقتوں اور حسن اخلاق سے گویا ہندوستان کی تمام کلیسیاؤں کو بڑی رونق بخشی۔ اس کی خدمت میں مشغول ہوتے ہی وہ اچانک بیمار ہو گئیں اور شہر شکاگو کے ایک ہسپتال میں اس جہان فانی سے رحلت کر گئیں۔

مس لیلاوتی سنگھ کی زندگی ور زندہ ہوئی لیکن وہ زندگی نہایت پھل دار زندگی تھی اور وہ زندگی اب بھی بہت دنوں تک موثر ہوگی۔ اگرچہ زبان بند ہو گئی تو بھی وہ نصیحت کر رہی ہے کتنی مسیحی جوان عورتیں اس زندگی سے ترغیب پا چکی ہیں اور کتنی غیر مسیحی بیبیاں ہوں گی جنہوں نے اُس کے نمونے سے فایدے حاصل کئے ہونگے۔

غور کے لائق سوال ہے کہ مس صاحبہ کی زندگی کی طاقت کہاں سے آئی۔ اگر وہ خود اپنی زندگی میں جواب دیتیں یقین ہے کہ وہ اپنے جلالی خداوند کی طرف اشارہ کر کے کہتیں کہ "میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئی ہوں لیکن زندہ ہوں تاہم میں نہیں بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندہ ہوں خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے زندہ ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپکو میرے لئے موت کے حوالے کر دیا۔

گورنمنٹ انگلشیہ کی رعایا ملک ہندوستان میں آجکل قریب دو سال سے کچھ شورش چلی آتی ہے جس کی نسبت مختلف خیالات ہیں اور خاص خیال سوراج کا بتایا جاتا ہے پر اس کا آغاز تو سب کو معلوم ہے کہ تقسیم بنگال کا معاملہ تھا خواہ اس کا سبب کچھ ہی ہو صاحب بے چینی اور بدامنی تو ضرور نظر آتی ہے جس کے سبب سے ملک کے اچھے اچھے نامی گرامی لوگ سزایافتہ بھی ہو چکے ہیں اور کئی جلاوطنیاں وقوع میں آچکی ہیں۔ ان جلاوطنیوں کے تعلق حال میں لبرل میمبروں کی تحریک پر جواب دیا گیا ہے کہ جلاوطنی صرف ایک روکنے والی صورت ہے نہ کہ سیاستی اور محض ملک کو شورش سے پاک کرنے کی نیت سے کام میں لائی جاتی ہے اس جلاوطنی کا زمانہ وقت مقرر کرنا انہی کے ہاتھوں میں ہونا چاہئے جو ملک ہند میں انتظام قائم رکھنے کے ذمہ وار ہیں ملک ہند کے جلاوطنوں کو رہا کرنا اور دیگر امورات کا سب بار صرف لارڈ مارلے اور گورنمنٹ ہند پر ہی موقوف ہونا لازم ہے مسٹر اسکویتھ نے کہا کہ جبکہ شورش کے پھیلانے والے آمادہ فساد ہوں تو کسی طرح سے انارکسٹوں کو چھوڑنا نہیں چاہئے کہ وہ اس میں حصہ لیں بلکہ قانونی طور پر ان کو روکنا ضروری ہے۔

---

* ہمعصر سول اینڈ ملٹری گزٹ مطبوعہ ۱۲ مئی ۱۹۰۹ء میں فارین ٹیلیگرامس کے عنوان میں یہ خبر درج کرتا ہے۔

کارلٹا کا بیان

تقبیہ

لڑکی نے شادمانی سے کہا مت رو۔ مت رو۔ میں نہیں رو سکتی ہیں جیسی خوش ہوں اُس نے اوپر نگاہ کی۔ گویا کہ آسمانی روشنی اس سے پُرنور ہونے لگی۔ مسٹر بی نے پوچھا تم کس لئے خوش ہو۔ لڑکی نے سوچ کر جواب دیا۔ یہاں سے جانے کے لئے میں جاڑے کے موسم میں بار بار سردی سے تکلیف اٹھاتی تھی۔ اس لئے کہ ہمارے گھر میں بعض دفعہ آگ بھی نہیں رہتی تھی۔ لیکن میری ماں مجھ کو چھپا لیتی۔ اور آسمان کی بابت گایا کرتی تھی۔ مجھے باہر جانا پڑتا تھا۔ کیونکہ وہ بیمار رہتے تھے۔ لوگ غصہ سے میری طرف دیکھتے اور کہتے۔ کہ میں ان کو دق کرتی ہوں۔ لیکن بعضے میرے اوپر مہربانی کرتے تھے۔ جب میں روتی ہوئی گھر واپس آیا کرتی۔ تو ماں مجھے پیار کرتی اور کہتی کہ ان لوگوں کا خیال مت کرو۔ بلکہ یسوع پر بھروسہ رکھو جو میرے لئے صلیب پر موا۔ وہ مجھے بچا دیگا اور کسی وقت ایک بہتر گھر دیگا۔ پس میں نے اپنے کو اُسے دیدیا۔ کیونکہ میں ایک بہتر گھر کی مشتاق تھی۔ آہا میں وہاں گاؤں گی۔ اور کیسی خوش ہونگی۔ بتھوڑے آہ کیساتھ اس نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ مسٹر بی نے اس چھوٹے چہرے کی طرف جس پر ایک عجیب خوبصورتی موت کے ٹھنڈے سانس سے نمایاں ہوگئی تھی۔ اشارہ کر کے مسٹر ایچ سے پوچھا کہ کیا ایمان اور اُمید کوئی چیز نہیں ہے۔ مسٹر ایچ نے جواب دیا۔ مجھ سے نہ بولو۔ اس چھوٹی لڑکی کی مانند ہونے کو میں سب کچھ جو میرے پاس ہے۔ دینے کے لئے تیار ہوں۔ مسٹر بی نے کہا اس کی مانند ہونے کے لئے۔ تمہیں کچھ دینے کی ضرورت نہیں ہے فقط اپنی سرکشی مرضی۔ اپنے منکر شکوک اور وہ دل جو مطلق آرام نہ جانیگا جب تک مسیح کے قدموں تک معلوم نہ کرے اے میرے دوست۔ اس چھوٹی لڑکی کے پاس قصد کرو۔ جو جلد آسمان میں گا ویگی۔ کہ تم میرے نجات دہندہ کے پیرو ہو جاؤ گے۔ اس سادہ بھروسہ کرنے والے ایمان کے آگے عقل کو جھکنے دو۔ کچھ جواب نہ دیا گیا۔ آہستگی سے وہ گھنٹے سایہ کے نیچے بیٹھ گئے۔ ہسپتال کا ڈاکٹر آیا۔ بتھوڑے فاصلہ پر کھڑا ہو کے اپنا سر ہلایا۔ کوئی آپ کے ملاحظہ کی ضرورت نہ تھی کہ کیا گذر رہا ہے۔ فوراً ہاتھ ہلے۔ بازو اوپر کو اُوٹھے۔ آنکھیں کھلیں۔ اور حالانکہ وہ بے نور ہوگئی تھیں۔ تاہم اوپر کی طرف پھر گئیں۔ اس لڑکی نے بلند آواز سے کہا۔ دیکھو دیکھو۔ آہ ماں وہاں ہے اور فرشتے بھی ہیں۔ وہ گا رہے ہیں۔ اُس کی آواز لڑکھڑانے لگی۔ اس کے بازو گر گئے۔ لیکن اس کے چہرے پر آسمانی چمک ٹھہر گئی۔ کمزوری کے ساتھ وہ ان کی طرف جنہوں نے اس کی خدمت کی تھی۔ متوجہ ہوئی اور مسکرائی۔ وہ ان کی ساری مہربانیوں کی خاموش شکرگزاری تھی۔ مسٹر بی نے آہستہ سے کہا۔ روح کے فتحیاب ہونیکا کوئی شک نہ رہا۔ مسٹر ایچ نے زمین سے نگاہ کر کے جواب دیا۔ یہ عجیب ہے اور پوچھا کیا وہ گذر گئی؟ وہ کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا گویا اسے جانے سے روکتا ہے۔ لیکن چھاتی اور پیشانی سنگ مرمر کی مانند ٹھنڈے پڑ گئے۔ آنکھوں سے زندگی کی روشنی جاتی رہی۔ وہ اسی وقت مر گئی ہوگی۔ جب وہ ان کی طرف دیکھ رہی ہوگی۔ مسٹر ایچ مستقل کھڑے رہ گئے۔ ان کا بازو چھوا گیا۔ وہ چونک پڑے اور پھرے۔ اس کے دوست نے پوچھا کیا ہم دعا مانگیں۔ اس نے تھوڑی دیر تک کوئی جواب نہ دیا۔ تب آنسو بہنے لگے۔ مسٹر ایچ کا بدن سنسنا گیا۔ اور عنقریب رو کے اس نے کہا۔ ہاں دعا مانگو۔ دعا مانگو۔ اس مردہ لڑکی کے پاس سے درد انگیز سفارشی منتیں خدا کے تخت کے حضور کی گئیں۔ اس دعا کا جواب بلا معجزہ واقع ہوا۔ شیر ببر بھیڑ کے بچے کی مانند ہو گیا۔ شکی ایمان آیا۔ وہ منکر مسیحی ہو گیا چھوٹی کارلٹا نے سنگ دل منکر کو نجات دہندہ کے پاس کھینچا۔ اس کا وعظ زیادہ موثر تھا۔ بہ نسبت اس کے کہ منکر نے کبھی سنا ہو۔ اس نے لڑکی کے ایمان کی تشریح کی۔ اور دیکھا کہ آخر وقت تک وہی ایمان اسے سنبھالے تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ مجھے کارلٹا کے ایمان کی ضرورت ہے۔ اُس نے تلاش کی اور کارلٹا کے نجات دہندہ کو پایا۔ کیا یہ قصہ جسے میں سچ سمجھتا ہوں اور جسے میں نے نیویارک کے ایک شریف آدمی سے سنا ہر ایک پڑھنے والے کے دل پر چھپے نہ بچیگا کہ اثر جو خدا کے فضل سے پاک کیا گیا ہو۔ پیدا نہیں کر سکتا۔ کاش کہ خداوند ہماری مدد کرے۔ تاکہ ہم روحانی سرگرمی اور ایمان کے ساتھ چھوٹے بچوں کو خواہ وہ گلیوں میں ہوں خواہ وہ محلوں میں رہتے ہوں بچانے کی کوشش کریں۔ تمام شد

سول اینڈ ملٹری گزٹ میں خبر ہے کہ ماہ اپریل میں اکیس جوائنٹ سٹاک کمپنیز درج رجسٹر ہوئی ہیں۔ ان کی پونجی ایک سو سینتالیس لاکھ روپیہ سے زیادہ تبلائی جاتی ہے۔ ان کی تقسیم ذیل کے اعداد کے مطابق ہے۔ ۳ بنک ۲ بیمار گھر ۵ چھاپا خانہ ۸ خرید و فروخت کرنے کی دوکانیں۔ کئی کلیں۔ ایک تیل نکالنے کی کل ایک سونے کے کام وغیرہ کی کل وغیرہ وغیرہ۔

ہند کی مالی ترقی اس قسم کے کاموں سے ہوگی۔ اُمید رکھی جاتی ہے کہ اب تعلیم یافتہ لوگ سرکاری ملازمت کے خیال کو چھوڑ کے اس قسم کے کاموں میں مشغول ہونگے جن سے فائدہ بھی کثیر ہوگا اور ملک ہر صورت سے ترقی پکڑ دیگا۔

رگنا تھ پور کے قریب ایسٹ انڈیا ریلوے لائن چال میں ایک سخت تصادم ہوا خبر ہے کہ اس حادثہ سے کئی مسافر زخمی ہوئے ہیں اور ہوڑہ میں تمام ٹرینیں دیر سے پہونچیں۔

مراسلات

بیّنات یسوع ناصری

مرقومہ پادری جی ایل ٹھاکرداس

بجواب رسالہ

"یسوع ناصری"

بقیہ

اور اس سے سیکھا تھا۔ اور اس عرفان کے سبب وہ جلد اس قابل ہو گئے کہ یسوع ناصری میں خاص معنے معلوم کریں جس کے محسوس کرنے میں اہل علم بالکل چوک گئے تھے وہ معنے جو انہوں نے خداوند میں اس طرح سے معلوم کئے وہ یوں بیان کئے ہیں کہ یسوع کو انہوں نے مسیح محسوس کرتے ہیں جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ اس لئے آیا کہ دنیا کی نجات کے واسطے جیئے اور مرے۔ انہوں نے معلوم کیا کہ گذشتہ یہودی تواریخ اُسی کی طرف رجوع کرتی ہے اور انسان کی اُمیدوں اور تواریخ کے واقعات کا رخ اسی کی طرف تھا۔ وہ قوموں کے روشن کرنے والا نور ہے اور قوموں کو زندہ کرنے والی زندگی ہے۔ چنانچہ مرقس نے یسوع کو مسیح محسوس کیا جس کی پیشگوئیاں ہو چکی تھیں (مرقس ۱: ۱-۳)۔ یوحنا نے اُس کی خبر دی (۱: ۷، ۸) خدا کا بیٹا مشہور کیا (۱: ۱۱) خدا کی بادشاہت یعنے ایک نئی سوسائٹی کا بانی (۱: ۱۴، ۲۰)، گناہ معاف کرنیوالا (۲: ۵-۱۰) بڑی قدرت کے کام کرنیوالا (۱: ۲۳-۴۵ ۲: ۱-۱۲ ۳: ۱-۵ ۴: ۳۵-۴۱ ۵: ۲۱-۴۳ و ۸: ۲۲-۲۶) اپنی جان بہتوں کے لئے کفارہ میں دینے والا (۱۰: ۴۵)۔ متی بھی یہی نشان محسوس کرتا ہے۔ یسوع ابن داؤد و ابن ابراہام ہے (متی ۱: ۱)۔ عمانوئیل ہے یعنے خدا ہمارے ساتھ (۱: ۲۳) جو فوق العادت طور سے پیدا ہوا۔ شیطان اس کی آزمائش کرتا ہے (۴: ۱-۱۱) شاگرد اس کی پیروی کرتے ہیں (۴: ۱۸-۲۲) وہ توریت اور نبیوں کو پورا کرتا ہے (۵: ۱۷) وہ آدمیوں کا انصاف کرنے والا ہو جیسا خدا اور اس کا کلام لازوال ہے (۷: ۲۱-۲۷)۔ وہ خدا کا بیٹا ہے جس کے بغیر باپ کو کوئی نہیں جانتا اور اسی کے وسیلے سے باپ جانا جا سکتا ہے (۱۱: ۲۷)۔ موت اس کی ہستی اور اختیار کو ختم نہیں کرتی۔ اس کی شریعت ماننے کے لائق ہے (۲۸: ۱۸-۲۰) لوقا متی کی نسبت ایک اور وسیع نشان دیکھتا ہے۔ یسوع کو ابن آدم ابن خدا کہہ کے اس کا وہ رشتہ کل آدمزاد کے ساتھ قائم کرتا ہے جو متی نے ایک خاص غرض سے بنی اسرائیل کے ساتھ بیان کیا ہے (لوقا ۳: ۳۸) اس کو خدا تعالیٰ کا بیٹا محسوس کرتا ہے۔ جو فوق العادت طریق سے خدا کی قدرت کے وسیلے پیدا ہوا (۱: ۳۲-۳۵) یوحنا اُس مسیح ناصری کو وہ کلام محسوس کرتا ہے جو ہمیشہ خدا کے ساتھ تھا۔ خدا تھا۔ اور مجسم ہوا۔ اور ہمارے درمیان رہا۔ وہ خدا کا اکلوتا بیٹا ہے جس نے باپ کو ظاہر کیا (۱: ۱-۱۸ و ۱۴: ۹) وہ بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے (۱۰: ۱۵) پس شاگردوں نے یسوع ناصری میں یہ اعلیٰ خوبیاں یا صفتیں اس کے کاموں اور باتوں کے ذریعہ سے محسوس کی تھیں جو اس کی اعلیٰ اور نیک شخصیت کے لازمی ظہور تھے۔ (Fairbairn's Philosophy of Christian Religion page 312-9)

انجیلی تواریخ میں وہ کام یا معجزے اس کی زندگی کے کاموں میں غیر لازمی نہیں ہیں۔ اس کی تواریخ پر یوں ہی نہیں جڑ دیئے گئے ہیں بلکہ اس کی زندگی کے کاموں میں لازمی جزو ہیں۔ معجزانہ قصے جو بیگر گرنفس اور ہری کی تواریخیں میں بیان ہوئے ہیں اگر نکال دیئے جاویں تو ان تواریخوں کی خانہ وہ منڈی میں کوئی کسر نہیں آتی مگر یسوع مسیح کے معجزات اس کی زندگی کے ساتھ ایسے پیوستہ تھے۔ کہ مقدس راوی خود بھی ان کو جدا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا ضرور تھا کہ اس کو بیان کریں وہ بیان اوروں کو خواہ پسند آئے خواہ نہ آئے۔ مگر یہ کہ مسیح کے معجزات جو انجیل میں راویوں کے بیان کئے ہیں ان کو محض عجائبات یا اچنبے کر کے نہیں جتا دیا ہے جن سے کچھ فائدہ نہ ہو اور یا جو کسی بات کے ثبوت میں نہ ہوں اور علی الحساب نری حیران کرنے والی باتیں ہوں۔ بلکہ ان کو ایسے الفاظ سے بیان کیا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ وہ عجائبات بامعنے تھے۔ یعنے نشان تھے (اعمال ۲: ۲۲ عبرانیوں ۲: ۴) اور یسوع کا ہر ایک معجزہ یہی معنے رکھتا ہے اور وہ انسان کی بھلائی کے لئے کئے جاتے تھے اور اس لئے ان کا ظہور میں آنا یسوع کی نیک سیرت اور قدرت کے ساتھ نسبت میں تھا پس مقدس راوی جس طرح اُس کی معمولی قدرتی حالت کو جو اور لوگ دیکھتے تھے بیان کرنیکے قابل تھے ویسے ہی وہ اس میں ایسے اعلیٰ جوہر بھی جو انہوں نے دیکھے تھے بیان کرنیکے قابل تھے اور لوگ اسکو اپنے پرانے خیالوں کی رو سے دیکھتے تھے لیکن راویان انجیل اسکو ویسا بیان کرتے ہیں جیسا انہوں نے اسکو دیکھا تھا

اس موقعہ پر پروفیسر کرسٹلیب کا ایک نہایت معقول تقاضہ پیش کرتا ہوں کہ اگر یسوع حقیقت میں محض ایک آدمی تھا اور خود بھی اپنے تئیں ایک معمولی قدرتی آدمی محسوس کرتا تھا اور کچھ زیادہ نہیں تو یہ خیال اس میں کیونکر اٹھا۔ کہ میں مسیح ہوں اور خدا کا بیٹا ہوں؟ اور اس کے شاگردوں میں اس کی مسیحائی اور ابن اللہ کا یقین کیونکر پیدا ہو سکتا تھا اگر اس نے وہ معجزات نہیں کئے تھے۔ اور مردوں میں سے زندہ نہیں ہوا تھا جو ان کے یقین کی بنا تھے پھر پولوس جو عیسائی نام کا دشمن تھا۔ اس نے یسوع ناصری کی قیامت کی بابت کس وجہ سے گواہی دی؟ اور اس کے دل میں ایسی عجیب تبدیلی دفعتاً کس طرح آگئی اگر زندہ مسیح اُس کو دمشق کی راہ پر نہیں ملا تھا؟

پولوس کے اپنے متخیلہ کی وجہ سے ایسی گواہی اور ایسی تبدیلی نہیں ہو سکتی تھی (Modern doubt & christian belief لکچر حصہ ۲

یاد رہے کہ سوال معجزات کے امکان پر نہیں ہے کہ ہو سکتے ہیں یا نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ ہوئے تھے یا نہیں اور اسباب کے لئے کہ یسوع ناصری نے معجزے کئے تھے۔ (اور خاص کر یہ کہ وہ موا تھا اور تیسرے دن زندہ ہوا اور آسمان کو گیا) کافی سے زیادہ ثبوت ہیں اور گواہ ایسے صاف اور دیانت دار اور لائق ہیں۔ جیسے کسی اور قسم کی تواریخ معمولی یا غیر معمولی کے لئے نہیں ہیں (۴) جبکہ منتقد راویوں کا یہ بیان ہے کہ وہ یسوع ناصری کے واقعات کے چشم دید گواہ تھے اور انہوں نے جو کچھ اس میں دیکھا اور اُس سے سنا وہی باتیں بیان کی ہیں ظاہر کرتا ہے کہ وہ۔

(الف) وہ ایسی باتوں کا بیان نہیں کرتے جو ان کے اپنے زمانہ سے کبھی پہلے گذر چکی تھیں یا کسی اور ملک میں گزری تھیں جن کی نسبت گمان ہو سکے کہ انہوں نے غلط خبریں پائی تھیں اور یا ان کے وزن کرنے میں غلطی کی تھی۔ اور ان کے جھوٹ مشرح کے ذمہ وار نہ تھے۔ اور یا کہ ان کو خود بھی نہیں مانتے تھے۔ بلکہ جیسا ہم دیکھ چکے ہیں اُن کی گواہی ان واقعات کی بابت ہے۔ جو انہوں نے خود دیکھے سنے تھے وہ یسوع کی خدمت کے سارے عرصہ میں اس کے ساتھ رہے تھے۔ اس کی باتیں سنی تھیں اور کام دیکھے تھے اور تب یقین کیا تھا۔ دنیا میں اگر کسی واقعہ کے لئے ایسے مورخ ہوئے ہیں تو اُن کی گواہی بے شک اعتبار کے لائق ہے ورنہ مشکل ہے۔

باقی آئندہ



ویدک شائستگی

بقیہ

اور غالباً وہ ان دنوں کے پنجابیوں کی جو یا گیہوں کی چپاتی کھاتے ہونگے۔ بیشتر بھاڑ بھونجے کا ذکر ہے جو کہ سو وہ بھونا ہوا اناج بھی کھاتے تھے جس طرح ان دنوں میں بھی کھاتے ہیں کہیں کہیں کرمبھ (Karambha) یعنے دہی میں ملے ہوئے ستو کا ذکر ہے۔ (۱۳ ۲ ۱: ۳ ۲ ۱۴ و ۷) پھر کئی قسم کے کلیچے یا پکوان کا ذکر ہے۔ جو عموماً اناج ہی سے بنتے تھے۔ ان کو اپوپ (Apup) پروڈاش (Purodash)، پکتی (Pakti)، وغیرہ ناموں سے نامزد کیا۔ (مثلاً ۱۳ ۲ ۵: ۱ و ۲ اور ۳: ۲۴ و ۷)

جس حال ہمارے ویدک اجداد گلے بھی رکھتے تھے تو وہ دودھ دہی گھی وغیرہ بھی بہت استعمال کرتے تھے۔ رگوید کی جا بجا چیزوں کا ذکر ہے۔ ایک ویدک شاعر کہتا ہے:۔

"تینوں نے گایوں میں تین طرح کی چیزیں چھپا کے رکھی تھیں۔ دیوتاؤں نے انہیں پایا۔ اندر نے ایک کو برپا کیا۔ سورج نے ایک کو برپا کیا۔ (دیوتاؤں نے) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک اور کو برپا کیا"۔ سائنا چاریہ نے ان تینوں چیزوں سے جو گایوں میں چھپا کے رکھی گئی تھیں۔ دودھ دہی اور گھی مراد لیا۔ اندر نے دودھ کو۔ سورج نے گھی کو اور دیگر دیوتاؤں نے دہی کو نکالا ان دنوں میں گھی نہ صرف کثرت کھاتے ہی تھے بلکہ یگ میں بھی چڑھاتے تھے۔ اس ویدک شاعر نے ایک ندی سے گھی کی تشبیہ دی۔ گھی کی دھار امر غوب ندی کی طرح بہ رہا ہے۔۔۔ گھی کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔ گویا شکاری کے سامنے سے ہرن بھاگ رہے ہیں۔

باقی آئندہ

ایک بڑی غلطی کی اصلاح

بقیہ

صوبہ دار نے اپنی تحقیق کے بعد فیصلہ دیا کہ یہ مسیح مرگیا ہے پس اس کے بعد مسیح کی لاش یوسف کو دی گئی۔ اب بتلایئے اس میں مسیح کی موت پر کس کو شک رہا۔ جبکہ اس کے صلیب دینے والوں نے تحقیق کر لیا کہ بیشک مسیح مر چکا ہے۔ اب رہا ٹانگیں توڑنے کا سوال اس سے کونسی دلیل مسیح کے نہ مرنے کی نکلتی ہے بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ چونکہ مسیح مر چکا تھا لہذا اس کی ٹانگیں نہ توڑی گئیں۔ اور وہ دو چونکہ مرے نہیں تھے اس لئے اُن کی ٹانگیں توڑی گئیں دوم مسیح کے بارے میں جو پیشینگوئی تھی کہ اُس کی کوئی ہڈی نہ توڑی جائیگی (یوحنا ۱۹۔ ۳۶۔ ۳۵) وہ بھی پوری ہوگئی اب خون نکلنے کا جو تیسرا سوال ہے اس کا فیصلہ میں راقم مضمون پر چھوڑتا ہوں اور اس سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر خون نکلنا زندگی کی علامت ہے تو پانی نکلنا کس کی علامت ہے زندگی کی یا موت کی؟ امید ہے کہ احمدی حکما اس معاملہ میں کوئی اپنا مشورہ ظاہر کرینگے پھر آگے چلکر راقم مضمون تحریر کرتا ہے کہ مسیح کو دوسرے مجرموں کی لاشوں کیساتھ نہیں ملایا اور نہ ہی جہاں وہ دفن ہوئے تھے اسے دفن کیا گیا بلکہ ایک فراخ کمرے میں بڑی آسائش کیساتھ رکھا گیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تیسرے دن جب اس کمرے کو دیکھا گیا تو پتھر دروازے پر نہ تھا اگر حضرت مسیح خارق عادت طور پر جی اوٹھے ہوتے تو پتھر کے دروازہ سے ہٹانیکی ضرورت پیش نہ آتی بلکہ یہ واقعہ صاف بتا رہا ہے کہ خود مریدوں نے پتھر کو دروازہ سے ہٹاکر آپ کو باہر نکالا۔

یہ دلیل بھی محتاج ثبوت بلکہ بالکل فضول ہے۔



راقم مضمون کی اپنی من گھڑت کہانی ہے۔ اگر خداوند مسیح کی لاش کو ان دو مجرموں کی لاش کے ساتھ نہ ملایا تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح زندہ ہی تھے یہ تو راقم مضمون کی زبردستی ہے پبلک کو مغالطے میں ڈالنے کی انوکھی تدبیر نکالی ہے اور اس سے بڑھکر فراخ کمرے اور آسایش کی تو ایک ہی کہی ہے۔ جناب مسیح کے دفنائے جانے کا پورا پورا حال یوحنا ۱۹ باب ۳۸ تک مرقوم ہے کیوں سچائی کا خون کرنے پر کمر باندھی ہے۔ وہاں تو کسی فراخ کمرے کا ذکر ہے نہ آسائش کا تذکرہ۔ شاید کسی احمدی تواریخ میں ہو تو ہو۔ اس کا علم مجھے نہیں خود ہی جا کر پوچھنا۔ ۲۰ باب میں مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ راقم مضمون نے ان ابواب کو غور سے نہیں پڑھا وہاں لکھا ہے کہ "ہفتہ کے پہلے دن مریم مگدلینی ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے ہٹا ہوا دیکھا" اس کے ساتھ ہی راقم مضمون کا فقرہ ملاحظہ کریں "خود تو مریدوں نے پتھر کو دروازے سے ہٹا کر آپ کو باہر نکالا" اس مقابلے سے راقم مضمون کی کتنی بڑی نادانی نظر آتی ہے۔ ایک سچی حقیقت کو کس طرح غلط بیانی سے چھپانے کی کوشش کی ہے۔ متی ۲۸ باب میں پتھر کو فرشتے کے ہاتھ سے لڑھکائے جانے کا ذکر ہے مگر اس سے یہ دلیل نہیں نکلتی کہ جب پتھر ہی ہٹایا گیا تو مسیح قبر میں سے نکلا۔ فرشتے کے الفاظ پر غور کرو جو اس نے عورتوں سے کہے۔ "وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ اپنے کہنے کے موافق جی اُٹھا ہے" ممکن ہے کہ مسیح فرشتے کے نزول ہونے سے پہلے ہی جی کر قبر سے نکل گیا تھا۔ اور بعد فرشتے نے پتھر کو قبر سے ہٹایا اور خود قبر میں بیٹھنا اپنے لئے ایک اعزاز سمجھا کیونکہ وہ دنیا کے منجی کی قبر تھی۔ پھر راقم مضمون تحریر کرتا ہے "کہ مریم نے جب انکو دیکھا تو اسنے خیال کیا کہ وہ باغبان ہے دیکھو صفحہ ۱۱ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے باغبانوں کا بھیس بدلا ہوا تھا تا کہ کوئی پہچان نہ سکے۔ اگر مردوں سے جی اٹھے ہوتے تو بھیس بدلنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔" باقی آئندہ۔

مس لیلاوتی سنگھ ایم اے

مرحومہ

امریکہ سے بہت ہی حیرت انگیز اور دردناک خبر آئی ہے جس سے دل میں نہایت ہی رنج اور افسوس ہے اور جس کا یقین کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے وہ خبر یہ ہے کہ مس لیلاوتی سنگھ صاحبہ ۱۰ دیں مئی ۱۹۰۹ء کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔ امریکہ پہونچنے کے کچھ عرصہ بعد آپ بیمار رہیں پر جراحی کے بعد آپ ظاہرا بالکل چنگی ہو گئیں اور ادہر خطوں میں اس سے زیادہ حال نہیں ملا۔ صرف یہ خبر آئی ہے کہ شکاگو کے ایک ہسپتال میں کچھ اپریشن کیا گیا جس کے بعد آپ گزر گئیں۔ سب پڑھنے والے اس خبر کے سننے سے نہایت ہی رنجیدہ ہوں گے۔

لیلاوتی سنگھ ۲۸ دسمبر ۱۸۶۸ء گورکھپور میں پیدا ہوئی تھیں۔ آپ کے والدین مسیحی تھے اور آپ کے دادا نیپال کے باشندے تھے اور مسیحی ہو جانے کے سبب ان کو نیپال کی حد سے بھاگنا پڑا تھا۔ بہت ہی کم عمر میں آپ کے والدین نے آپ کو تعلیم پانے کے لئے لکھنؤ بھیجا۔ اور قریب سولہ سترہ برس کے آپ طالبہ لاستانی۔ اور اسسٹنٹ پرنسپل ہو کر ازابیلا تھوبرن کالج میں رہیں مس تھوبرن اور مس سنگھ کی شروع ہی سے عجیب رفاقت تھی آنجہانی تھوبرن صاحبہ کہنے کے مطابق انہوں نے اپنے دل میں ٹھہرا لیا تھا کہ ہندوستان کی عورتوں کی بہبودی کا انتظام میں اپنی زندگی صرف کرونگی اور سچ مچ انہوں نے اپنی زندگی کو اس ہی کام کے لئے وقف کیا کہ صرف ہندوستان کی عورتوں کیلئے پر کل دنیا کی عورتوں کے لئے ایک نیک نمونہ دکھلا گئیں۔

مس سنگھ بہت ہی مشہور تھیں اور بار بار ان کے پاس درخواستیں آتی تھیں کہ سرکاری خدمت قبول کریں اور شروع میں کچھ عرصہ تک پروفیسر کا کام آپنے قبول کیا پر چونکہ مسیحی خدمت کا موقعہ نہ تھا۔ آپ اس کام سے دستبردار ہو گئیں۔ اور پھر اپنے پرانے کام میں مشغول ہو گئیں ۱۹۰۲ء میں پہلی مرتبہ مس سنگھ صاحبہ مس تھوبرن کے ساتھ امریکہ تشریف لے گئیں آپ کے خلق اور وصول سے امریکہ کے لوگ بہت ہی خوش ہو گئے اور نیویارک میں ایکومینیکل کانفرنس میں آپ نے ایک مضمون پڑھا جس سے لوگ بہت ہی خوش ہو گئے اور پریزیڈنٹ ہیریسن صاحب نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ اگر مشن کا ایک کروڑ روپیہ اور ایک مسیحی مس سنگھ کے مطابق اس کا ماحصل ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس روپیہ کے خرچ کرنیکا پورا عوض مل گیا۔ امریکہ سے واپس آکر اپنے کام میں لگ گئیں اور مس تھوبرن کی موت کے بعد سوائے سرکاری مدرسوں کے ایک دوسرے مشن سے درخواست آئی کہ پرنسپل کا کام قبول کریں۔ پر آپ نے صاف ظاہر کیا کہ میں نے اپنی زندگی ازابیلا تھوبرن کالج کی خدمت کے لئے مخصوص کی ہے اور میں کسی دوسرے کام کو نہیں قبول کر سکتی گو دنیاوی منافع کتنا ہی کیوں نہ ہو۔ اس ہی اثنا میں وومن فارن مشنری سوسائٹی نے آپ کو مشنری کا درجہ عنایت کیا۔

۱۹۰۷ء میں مس سنگھ ینگ وومن کرسچین ایسوسی ایشن کی طرف سے جاپان بھیجی گئیں کہ نوجوانوں کے عالمگیر جلسے میں شامل ہوں جو ٹوکیو میں فراہم ہونیوالا تھا۔ اپنے کام کو پورا کرنے کے بعد واپس آئیں اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئیں۔

وومن فارن مشنری سوسائٹی کی درخواست اور نارتھ انڈیا وومن کانفرنس کی عرض کے مطابق آپ دوبارہ امریکہ کے لئے مئی مہینے ۱۹۰۸ء میں روانہ ہو گئیں اس غرض سے تشریف لے گئیں کہ کالج کے لئے روپیہ جمع کریں تاکہ اسکول گھر اور ایک اور نئی عمارت تعمیر ہو کر زیادہ لڑکیاں رہ سکیں۔ امریکہ جاتے ہوئے انگلینڈ کی بھی سیر کی۔ اور اپنی حلیمی اور انکساری سے بہتوں کو اپنا دوست



بنایا۔

لیلاوتی سنگھ کی خوبیوں کا بیان کرنا ایک مشکل امر ہونی بات ہے وہ ایک بہت ہی سچی ایمان دار وفادار اور حلیم طبیعت کی عورت تھیں۔ ان کے خیالات اعلیٰ تھے۔ اور ہر وقت ان کی نگاہ سچ کی طرف رہتی تھی اور کوشش کرتی تھیں کہ اُن کے نقش قدم پر چلیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کو لڑکیوں کی خدمت کے لئے محسوس کیا تھا اور گو اعلیٰ درجے کی تعلیم یافتہ تھیں اور ولایتی لوگوں کی صحبت میں رہتی تھیں۔ اور ان کی قدر بھی بہت کرتی تھیں۔ پر ہمیشہ یہ بات یاد رکھتی تھیں کہ میں ہندوستانی ہوں۔ اور ہر طرح سے مجھ کو لازم ہے کہ مسیحی لڑکیوں کو ایسی تعلیم دوں کہ وے اپنے ملک کی بہتری کے لئے برابر خواہش مند رہیں۔ آپ کا خیال تھا اور امید بھی تھی کہ جتنا زیادہ لڑکیاں تعلیم پاویں ملک کی بہبودی کی امید ہے۔ اور اس خیال سے کوشش کی کہ غیر عیسائی لڑکیوں کی تعلیم کا بھی انتظام ایسبیلا تھوبرن کالج میں کیا جاوے۔ اور یہ نیا کام جولائی سے شروع ہوگا۔

لیلاوتی سنگھ نے ایک انگریزی نام سے بپتسمہ پایا تھا پھر یہ سوچ کر کہ ہندوستانی نام رکھنا زیادہ مناسب ہے اپنے دادا کا پیارا نام اپنے نام کے آگے لگایا۔

بہتوں کو معلوم نہ ہوگا کہ یہ بات سچ ہے کہ مس سنگھ سے عرض کی گئی تھی کہ وہ ایسبیلا تھوبرن کالج کے پرنسپل کا عہدہ قبول کریں پر انہوں نے اس سے انکار کیا۔ اور بیان کیا کہ ماتحت رہ کر زیادہ کام کر سکتی ہوں۔

مس سنگھ کا نمونہ اور زندگی کا اثر برابر قائم رہیگا۔ سینکڑوں طالب العلم جنہوں نے ان سے تعلیم پائی ان کی یادگاری ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ ان میں سے بہت اسی بات کا قصد اپنے دلوں میں کرینگے۔ کہ میں بھی اپنے ملک کی بہبودی کے لئے اپنی زندگی صرف کروں۔ مس سنگھ کا ارادہ تھا کہ جب میں مر جاؤں گی تو میرا جسم آنیوالی قیامت کی انتظاری میں مس تھوبرن کی قبر کے برابر دفن کیا جاوے۔ پر مرضی الٰہی اور تھی ایک غیر ملک میں غیر لوگوں کے ہاتھ سے انکا جسم زمین کو سپرد ہوا کاش کہ مس سنگھ کی زندگی پر غور کر کے بہت سے دل جاگ اُٹھیں اور اس کام کو اٹھا لیں جو مس سنگھ کے کوچ کر جانے کے سبب ابتر ہو گیا ہے۔

پچھلے سال ولایت جانے سے پیشتر ایک ہندوستانی گھرانے میں مس سنگھ صاحبہ کی دعوت ہوئی اور اسی دن مشنری صاحبان کی طرف سے ایک پک نک ہوئی۔ کہ مس نکلس اور مس سنگھ صاحبان کی ملاقات کے لئے وے لوگ فراہم ہوں۔ مس سنگھ صاحبہ نے پک نک میں شریک ہونے سے انکار کیا اور اس ہندوستانی گھرانے کی دعوت کو قبول کیا جب بات چیت ہو رہی تھی۔ مس صاحبہ نے فرمایا کہ جب میں پہلی دفعہ ولایت گئی میرا دل بہت خوش تھا پر اب اگر سچ پوچھئے تو جانے کو دل نہیں چاہتا ہے لیکن چونکہ مجھے فرمان ملا ہے جانا ضروری بات ہے اور میں جاؤں گی۔ یہ بھی انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں پھر واپس آکر لوگوں سے ملاقات کرونگی کہ نہیں شاید پھر موقعہ نہ ملے تو آپ میرا الوداع قبول کیجئے۔ کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ کالج اور اس کے طلبا کی خدمت میں انہوں نے اپنے آپ کو قربان کیا؟ اب سوال لازم ہے کہ ہم اپنے کام کو کس طور سے انجام دیں۔ خدا وند یسوع مسیح مس سنگھ صاحبہ مرحوم کے عزیزوں کو تسلی اور برکت بخشے۔ (کوکب ہند)

غزل تائب لودیانوی

ادسچ چھوڑوں کیا تجھ کو میں خدائی کر	جان دی میرے لئے تو نے عیاں ہو کر
منبعے دہر تو ہے سرِ دائم تو ہے	ہو غضب ہو کے کوئی تجھکو جو نقصان پہنچ
پرتو نور ترا حسن ازل عاصی پہ پڑے	کیوں پھرے وحشت میں جگر پیاں کر
زندگی پائے وہ تجھ سے جو سیا آئے	وہاں قدموں پہ ترے طالب بیجاں ہو کر
بہر نظارہ ترے در پہ مسیحا آیا	تائب آج ترے دیدار کا جویاں ہو کر

کلکتہ میں ہندوستان کی مختلف مذاہب کا جلسہ

بقیہ

جنہوں نے اپنے جیوں میں رہ سٹ و دیکھنے اور وہ شبد اپن کرنے کے جو گیہ کیا ہے۔ کہ جو اس سے پہلے کسی نے نہیں دیکھے اور نہیں پیدا کئے انہوں نے آتما کے عبیر اس دیو جیون کے بکاش ہونے پر ہی یہ ست دنیا میں سب سے پہلی مرتبہ دیکھا اور پرگٹ کیا ہے کہ سکھ انسانی زندگی کا مقصد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہر ایک جیو دھاری ات سب سے سکھ روپ ہے اپنے جیون کی رکشا اور اسے موت سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں جینا چاہتا ہے مرنا نہیں چاہتا ہے وہ کیا پشو اور منش کی صورت میں ان کے اندر جینے کی خواہش بھی پیدا ہوگئی ہے۔ مگر یہاں پر بھی وہ اپنی طبعی حالت میں جینے کی خواہش پر ایک بار سکھ کی خواہش کو قربان کر دیتا ہے لیکن جب جینے کی یہ خواہش چھوٹے سے چھوٹے نہایت ابتدائی درجے کی جیو دھاری سے لیکر بڑے سے بڑے انسان میں بہت زور دار پائی جاتی ہے ویسے ہی اس خواہش کا پورا کر سکنا ہر ایک حالت میں اور ہر ایک کے لئے ممکن نہیں ہے۔ بلکہ دیو گورو بھگوان نے منش جگت کی تاریخ میں سب سے پہلی مرتبہ یہ ست دیکھا اور پرگٹ کیا ہے کہ اس کائنات کی اور سب چیزوں کی مانند یہ جیون شکتی بھی کہ جس نے منش کے آکار میں ظاہر ہو کر آتما کا روپ اختیار کیا ہے اسی طرح پر پریورتن یا تبدیلی کے اٹل نیم کے ادھین ہے اور اس کے ادھین ہو کر اسی طرح بنتی یا بگڑتی یا دھیرے دھیرے اُنت ہوتی یا ختم ہوتی ہے۔ انہوں نے معلوم کیا ہے کہ آتما کے



ہر ایک حالت میں احیاء امر ہونیکا یا ہر حالت میں اس کی لا انتہا ترقی کرنے کا مسئلہ بالکل غلط اور محض ایک کلپنا موہک خیال ہے ورنہ صحیح واقعات اور علمی تحقیقات کی رو سے اصل حقیقت یہ ہے کہ ایک قسم کے سامانوں کے اندر رہ کر منش کا آتما یعنی شل اُس کے ثریر کے بنتا اور سنبر ہوتا ہے اور دوسری قسم کے سامانوں کے اندر رہ کر وہ شل اس کے ثریر کے بگڑتا خراب ہوتا اور آخر کار نشٹ ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ یہ آتما ہی منش ثریر کا گٹھن کرتا ہے رکشک اور یہی پالک ہے اس لئے اس کے ختم ہونے کے ساتھ منش کہلانے والے وجود کی جدا ہستی بھی ختم ہو جاتی ہے سری دیو گورو بھگوان نے نہ صرف آتما کے وکاش اور وناش کی سمبندھ میں اس مہا جیون تت کو معلوم اور ظاہر کیا ہے۔ بلکہ انہوں نے سالہا سال کے سادھنوں کے ذریعہ منش کی ہر ایک سمبندھ میں ان گیتوں کو معلوم کیا ہے کہ جو اُسے وناش کی طرف لیجاتے ہیں اور ان کے اپنے جیون میں ان اوچ گیتوں کا وکاش ہوا ہے کہ جو کسی بھی ادھکاری منش کے بھیتر پیدا ہو کر اُسے اپنے مختلف سمبندوں میں اوچ ایکتائی اوستھا میں پہنچاتی اور اس کا وکاش سادھن کرتی ہیں اور ادھکاری آتماؤں کے اندر آتما کی پورنانگ کٹھن کے پیدا کرنے کا مارگ کھلتی ہیں۔ اس سے بھی بڑھکر ان کے آتما میں ان اعلیٰ شکتیوں کا پرکاش ہوا ہے کہ جس کے ذریعہ سے وہ ایک ایک آتما کو اپنی نیچ گتی دیکھنے اور اس سے اوپار پانے کا خواہش مند بناتے اور ہر ایک قسم کی نیچ گتی سے نکالتے ہیں اور آتماؤں کے بھیتر ہر ایک سمبندھ وہ اوچ ستھ دھرم کا جیون پیدا کرتے ہیں کہ جس کے وہ آپ پورن آدرش اور آدھار ہو گئے ہیں۔

باقی آئندہ

میرا اصلی مذہب

آریہ ہونے سے پہلے میں محمدی تھا۔ میں سرسید احمد خاں بہادر جو موجد علیگڈہ کالج کے تھے اُن کے فرقہ میں جو نیچری مذہب کے تھے زندگی بسر کرتا رہا۔ اور میرے بھی خیالات قریب قریب اُن کے سے تھے۔ اور یہ بزرگ بھی عجیب طرح کے مسلمان تھے اور ان کی کتاب جو مجموعہ لیکچر ہے اور اُس میں جو لیکچر اسلام ہے تو آنجناب ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی قرآن اور رسول کو نہیں مانتا اور نہ نماز پڑھتا ہے اور نہ روزہ رکھتا ہے لیکن وہ ایک خدا کو مانتا ہے یعنے جب کوئی تکلیف ہوتی ہے یا کسی چیز کی حاجت ہوتی ہے تو ایک خدا جس کو گاڈ یا پرماتما کہتے ہیں۔ یاد آتا ہے تو اس ریفارمر کے نزدیک ایسے آدمی کو مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں سرسید مرحوم نیچر پرست تھے۔ اور میں نے اُن کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ اور ان کے خیالات نے بھی نیچری بنا دیا تھا۔ پھر میں خدا کا جلال جس کو پرکاش یا نور کہتے ہیں حاصل کرنے کے لئے اخباری مذہب کی طرف رجوع ہوا یعنے آریہ لوگوں کی سوشل زندگی کا میں نے مطالعہ کیا اور وہ مجھ کو بڑی چمک دمک والی معلوم ہوئی اور پھر مجھ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان میں روحانیت جس کو پرکاش کہتے ہیں بہت ہوگی تحقیقات شروع کی اور میں نے آریہ لوگوں کو ایک وصیت لکھدی کیونکہ ۱۰ فروری ۱۹۰۵ء کو میں اسقدر بیمار ہوا کہ میرا آسمانی فیصلہ ہونے والا تھا۔ یعنے مر چلا تھا اور وہ وصیت میری انہوں نے حرف بحرف نہیں چھاپی۔ بلکہ وہ آریہ لوگوں نے اپنی مرضی کے مطابق آریہ گزٹ لاہور ۲۰ جیٹ سمت ۱۹۶۲ کو انہوں نے شایع کی ہے اور ان دنوں میں مجھ کو سول دل کی مرض تھی اور ان لوگوں پر مجھ کو اعتبار تھا۔ میں نے بغیر اُن کی تحریر دیکھے دستخط کر دیئے تو جب وہ وصیت شایع ہو کر مجھ کو ملی تو وہ میری وصیت کے مطابق نہ تھی یعنے میری سرخی یہ تھی کہ میرا فانی حال اور آریہ گزٹ نے یہ سرخی لکھی کہ ایک مسلمان شدھ شدہ کی وصیت اور جس دن سے میں آریہ بنا اسی دن سے میرا روحانی سسٹم خراب ہونا شروع ہوا کیونکہ مجھ کو اُن کے ست یارتھ پرکاش جس کو نور یا خدا باپ کا جلال کہتے ہیں جس کا میں متلاشی تھا نہ ملا۔ اور میری آتما خراب ہونے لگ گئی۔ یعنے تنزل کی طرف چلی تو مجھ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جب جیو آتما میں پرکاش یعنے خدا باپ کا جلال نہ ہو تو وہ روح جون کی طرف جس کو پرلوک کہتے ہیں آریہ لوگوں کی روحوں سے کبھی نہیں مل سکتی کیونکہ ایک ثریر کی روح چڑیا بنکر ہندوستان میں اڑتی پھرتی ہے اور دوسرے وجود کی روح مصر میں سقنقور مچھلی بنکر جو قوت باہ کے لئے مفید ہے دریائے نیل میں تیرتی پھرتی ہے اور تیسری روح امریکہ میں کیڑے کے وجود یعنے ثریر میں جون ہوگئی ہے تو ان جسمانی یعنے ثریرک تبدیلیوں سے مجھ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میری آتما میں جس میں جلال کی کمی ہے اور وہ کیڑوں مکوڑوں کی طرف گئی تو پھر میری روح جب تک کہ چاند سورج آسمان پر کام کرتے ہیں تو یہ اعلےٰ زندگی کی طرف کبھی نہیں آسکتی کیونکہ کیڑوں مکوڑوں میں کوئی حواس نیک کام جیسے آریہ لوگوں کے مت کے مطابق ویدوں کا پڑھنا اور سماجوں میں بندگی کرنی ایسے کرم کرنیکا کوئی گیان اندر نہیں ہے اور جب تک نیک کرم نہ ہوا اعلیٰ زندگی نہیں ملتی۔ پس میری کانشنس نے یہ شہادت دی کہ روح ابتک تحت الثریٰ کی طرف گئی۔ اور دوسری میرا ثریر کمزور ہونا شروع ہوا کیونکہ مجھ کو آریہ لوگوں کی شمولیت سے پانی نہیں ملتا تھا۔ اور نہ کوئی کھان پان کا انتظام تھا۔ کیونکہ





ان لوگوں میں چھوت چھات کا گورکھ دھندہ ہے وہ اعلےٰ پیمانہ پر کام کرتا ہے اور جب روح و جسم دونوں یعنے شریک و آتمک کی طاقتیں کمزور ہو گئیں تو آریہ لوگوں نے یہ جانا کہ اب حکیم مرچلا ہے تو سوشل امورات تو آگے ہی اُن کی سبھا سے مجھ کو نصیب نہ تھے تو پھر انہوں نے مجھ سے سوسائٹی کا میل و ملاپ بھی توڑ لیا یعنے ملنا چھوڑ دیا۔ اب میری جیو آتما اور وہ باغوں میں یا جنگلوں میں پھرنے لگ گئی یا دوکان میں اکیلا پڑا رہتا تھا اور اُس وقت میرا کوئی سہارا نہ تھا تو اُس وقت پھر میں اپنے اصلی مذہب کی طرف رجوع ہوا۔ اور میری کانشنس نے شہادت دی کہ آپ جن دنوں میں متلاشی تھے یعنے روح القدس کی روشنی جذب کرنے کے واسطے امرتسر جہاں میری طبابت کی دوکان تھی تو آنجناب پادری عماد الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا تو حضور پُرنور پادری کلارک صاحب جو مشنری امرتسر تھے اور یہ بڑے بزرگ اور فرشتہ سیرت تھے اور کبھی کبھی اُن سے بھی شرف ملاقات حاصل ہو جایا کرتا تھا۔ تو ان دنوں میں روح میں شانتی تھی اور جیو آتما میں پرکاش یعنے خدا باپ کا جلال تھا اور خداوند یسوع مسیح کی برکت ملتی تھی۔ اور مشنری وائٹ بریخٹ صاحب جن کی روح میں روح القدس بھرا تھا۔ اور یہ بزرگ بٹالہ میں مشنری تھے اور جب ڈیرہ نانک میں جہاں کا میرا جنم ہے تشریف لے جایا کرتے تو میری روح میں خداوند یسوع مسیح کا کلام داخل کیا کرتے تھے اور پادری طالب مسیح صاحب جو ڈیرہ نانک تشریف رکھتے تھے۔ ان کے وسیلہ سے مجھ کو حضور پُرنور جونس صاحب جو مشنری بٹالہ تھے ان کی ملاقات نصیب ہوئی اور مشنری صاحب نے میرے غریب خانہ یعنے دوکان کو رونق بخشی اور صاحب موصوف نہایت سادہ مزاج تھے۔ اور وہ فرشتہ سیرت خوشی سے خداوند یسوع مسیح کا کلام میری روح میں داخل کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ مشنریوں کا مشن ہے اور پادری

فتح مسیح اور منشی رحمت مسیح وغیرہ وغیرہ مسیحی لوگوں سے خدا باپ کا جو جلال ہے حاصل کرتا رہا اور جو مجھ کو ان لوگوں کی سنگت سے روح القدس کی روشنی ملی تھی۔ وہ آریہ ہونے سے مجھ سے جاتی رہی اور جو کچھ قدرے مثل بیج کے تھی تو میری روح جب خراب ہوئی یعنے گناہ اور اگیان یا جہالت سے بھر گئی تو اُس جلال نے میری راہنمائی کی یعنے خدا کی طرف سے جس کا کہ میں متلاشی تھا۔ ایک نیک بات مجھ کو ملی یعنے خیال پیدا ہوا۔ کہ مسٹر میر عالم خاں صاحب جو بڑے دوست ہیں۔ ان سے اپنی روحانی بیماری کا ذکر کروں تو میں مسٹر موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی روحانی بیماری اُن سے عرض کی انہوں نے سبب میری بیماری کی تشخیص کر لی تو فرمایا کہ روح میں ایک پارہ ہے جس کو ضمیر یا نور کہتے ہیں کم ہو گئی ہے۔ اگر علاج نہ کیا گیا تو یہ نور یا پرکاش روح سے سب جاتا رہیگا۔ لیکن انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ علاج بتائیں گے تو دوسرے دن انہوں نے مجھ کو عالی جناب پادری پارس ناتھ صاحب جو واقعی پارس ہیں اور جب کسی روح میں گناہ کرتے کرتے مثل آہن کے سختی یا کدورت پیدا ہو جاتی ہے تو ان کی روح جو پارس ہے جس میں خداوند یسوع مسیح کی روح کام کرتی ہے تو وہ روح جو گناہ کرتے کرتے مثل آہن کے سخت ہو گئی ہے تو اُن کے اپدیش سے مثل سونے کے روح پاک و صاف بن جاتی ہے۔ کیونکہ یہ پادری لوگ جب پاپی روحوں میں روح القدس کی روشنی خداوند یسوع مسیح کی کلام کے ذریعہ سے داخل کر دیتے ہیں تو اُن کی خدمت میں مجھ سے عاصی کو حاضر ہونے کا موقع ملا یہ پادری صاحب بڑے فاضل آدمی ہیں جو ہندو مذہب کے اعلیٰ خاندان سے مسیحی بنے ہوئے ہیں اور انہوں نے بڑی محبت اور پیار سے میری روح میں وہ باتیں داخل کرنی شروع کیں جس سے گناہ دور ہو جاتے

ہیں اور اسی دن مسٹر میر عالم خاں صاحب کیساتھ بندگی کیواسطے گرجا میں گیا اور جب گرجا کے اندر داخل ہوا تو وہاں مسیحی روحیں جو دیکھیں تو اُن میں خدا باپ کا جلال اور روح القدس کی چمک دمک بہت دیکھی اور وہ گرجا جو خداوند یسوع مسیح کی کلام کا گھر تھا اور اس میں کئی روحیں ایسی نظر آئیں جو صورت انسانوں کی تھیں اور سیرت فرشتوں کی تھیں اور وہ مسیحی روحیں جو گرجا میں حاضر تھیں نہایت ادب سے بھری ہوئی تھیں۔ علم و ادب ایک ایسا شئے ہے جس سے آسمان روشن ہے اور ادب وہ علم ہے جس سے فرشتوں میں نورانیت اور پاکیزگی ہے اور اس دن گرجا میں جانے سے میری روحانی مرض کو بہت فائدہ ہوا اور دوسرے دن مسٹر میر عالم خاں صاحب کے وسیلہ سے حضور پُرنور پادری لارنس صاحب جو حال میں مشنری بٹالہ ہیں ان کی ملاقات مجھ کو نصیب ہوئی۔ اور صاحب موصوف اعلیٰ درجہ کے اخلاق حمیدہ رکھتے ہیں اور بہت ہی نرم سبھا کے آدمی ہیں اور ان کی روح اقانیم یعنے باپ بیٹا۔ روح القدس کی پارہ نہایت نور سے کام کرتی ہے یعنے وہ جیو آتما جن میں اگیان اور جہالت بھری ہوئی ہے وہ پادری اُن روحوں کو خداوند یسوع مسیح کی کلام کی برکت سے پاک و صاف کرتی ہے اور میں نے بھی اپنی روح کی بیماری اُن کی خدمت میں عرض کی تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ مرض کا علاج خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانا ہے اور یہ بھی حضور نے حکم دیا کہ مسٹر میر عالم خاں صاحب اور پادری پارس ناتھ صاحب سے کتاب مقدس پڑھا کریں اور اب میں متلاشی ہوں لیکن عنقریب ہے کہ مجھ کو بپتسمہ دیا جائیگا اور وہ وصیت جو میں نے آریہ لوگوں کو دی ہوئی ہے واپس لیتا ہوں

الراقم حکیم دھرم پرکاش

سابق نام حکیم علی بخش مالک شفاخانہ معدن قوت و موجد معجون معدن باہ۔

انتخاب الاخبارات

انگلیاں قلم کردیں

ہوڑہ میں چند بنگالی لڑکوں نے ایک دس سالہ عیسائی لڑکے میتھو پال کو پکڑ کر اس کے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ آپس میں کس بات پر تکرار ہوئی تھی۔ ایک نوجوان لڑکا گوکل اس شبہ میں گرفتار ہے۔

تقسیم بنگال

سر ہنری کاٹن کی ایک چٹھی ویسٹ منسٹر گزٹ میں چھپی ہے ان کی رائے ہے کہ اگر گورنمنٹ چاہتی ہے کہ ہندوستان سے بے قراری جاتی رہے تو ہوم گورنمنٹ کو لازم ہے کہ گورنمنٹ ہند کو مجبور فرمائے کہ تقسیم بنگال منسوخ کردی جائے اور گورنمنٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۱۸ء بھی (جس کے مطابق گورنمنٹ ہند ایک میعاد معین تک بغیر کسی عدالتی تحقیقات کے جس کو چاہے قید کر سکتی ہے) منسوخ کردیا جائے ایڈیٹر اخبارات اور پولیٹکل قیدی فی الفور رہا کردیئے جائیں۔

لکڑی کا گودہ

کاغذ بنانے کے لئے تمام دنیا میں لکڑی کے گودہ کی مانگ ایسی بڑھ گئی ہے کہ مناسب قیمت پر اس کا دستیاب ہونا مشکل ہوگیا ہے۔ اب تک ہندوستان سے یہ گودہ مہیا نہ کیا جاتا تھا لیکن اس کے وسیلے جنگلات اس قدر ہیں جن سے آئندہ زمانے میں کاغذ بنانے کے لئے بہت گودہ نکل سکیگا۔

دیہات میں پنچایتی عدالتیں

آجکل گورنمنٹ پنجاب کے زیر غور ایک مسودہ قانون ہے جس کی رو سے دیہات میں پنچایتی عدالتیں بنانے کی تجویز ہے۔ ان پنچایتی عدالتوں کو چھوٹے چھوٹے مقدمات فیصل کرنے کا اختیار گورنمنٹ کی طرف سے عطا کیا جاویگا۔ گورنمنٹ کی یہ تجویز بہت عمدہ ہے۔ ہم اور ہمارے ساتھ دیگر اکثر اخبارات کئی مرتبہ گورنمنٹ کو ایسی پنچایتوں کی طرف توجہ دلا چکے ہیں ان کی موجودگی میں عدالتوں کو چھوٹے چھوٹے مقدمات کی سماعت اور ان کے فیصلے میں وقت ضائع کرنا نہ پڑیگا اور گورنمنٹ کو بھی بڑی سہولیت ہوجائیگی۔

نیک مزاجی اور نیک نیتی کا ثمرہ

چند روز ہوئے کہ گشنری کے مسٹر روبس نے جو عیسائی ہیں اپنے چپڑاسی کو دو نوٹ دس دس روپیہ کے رد پیلانے کو دیئے چپڑاسی کی غفلت سے وہ نوٹ گر گئے۔ جب اُس نے واپس آکر یہ ماجرا بیان کیا مسٹر روبس نے اپنی نیک مزاجی سے کوئی ترش کلمہ زبان سے نہ نکالا اور رحم دلی کے سبب سے اُس تھوڑی اوقات والے چپڑاسی سے تاوان لینا مناسب نہ سمجھا چنانچہ چند روز ہوئے کہ وہ نوٹ ان کو تھانہ گنیش گنج کے ذریعہ سے واپس مل گئے جہاں کہ نوٹوں کے گم ہونے کی رپورٹ دی گئی تھی کسی راہ گیر نے سڑک پر پاکر تھانہ میں داخل کردیئے تھے چونکہ ایسے نوٹوں کے نمبر درج نہیں کئے جاتے یہ مسٹر روبس کی نیک مزاجی اور نیک نیتی کا ثمرہ ہے کہ ان کو مل گئے۔ نیک نیتی اس شخص کی بھی ہے جس نے پرائے مال پر لالچ نہ کیا۔ پر اس چپڑاسی کی بھی خوش قسمتی ہے جس پر تغلب و تصرف کا شک نہ ہوگا۔ غرضیکہ نیک مزاج اور رحمدل لوگ آفتوں سے ہمیشہ بچا کرتے ہیں۔

مردم خور چیتا

حال میں پوڑی کے سول سرجن اور ڈسٹرکٹ انجنیر صاحبان نے ایک جنگل میں جو پوڑی سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ہے ایک چیتے کا شکار کیا جو مردم خور تھا۔ اور جس نے دو مہینے کے عرصے میں پانچ عورتوں اور ایک لڑکو مار ڈالا تھا گرد نواح کے باشندے بہت خائف تھے۔ یہ چیتا نو فٹ لمبا تھا اور جس قلی اس کو اُٹھا کر پہاڑی سڑکوں پر لے گئے۔ صدہا مرد اور عورتیں اس کو دیکھنے کو گئیں اور لوگ ان ہر دو صاحبان کے بڑے مشکور ہوئے جن کے سبب ان کی جانیں بچ گئیں۔ کہتے ہیں کہ ایک اور چیتا باقی ہے جو وہ اصل مردم خور ہے اور عنقریب اس کی بھی فکر کی جائے گی۔

یورپ میں جنگ کا اندیشہ

ان موجودہ واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت یورپ میں جنگ عظیم کا اندیشہ ہے شاہی پریس کانفرنس امپریل ڈیفنس (حفاظت شاہی) کا بیان کرتے ہوئے لارڈ روزبری نے کہا کہ آجکل یورپ کی جو حالت ہے اس کی نظیر تاریخ میں نہیں پائی جاتی اور شگون بد ساتھ لئے ہوئے ہے۔ اگرچہ لڑائی کے لئے کوئی وجہ موجود نہیں ہے۔ مگر جنگ کی نہایت خوفناک تیاریاں ہو رہی ہیں "مجھے یقین ہوچلا ہے کہ کئی سلطنتیں انگلستان کے خلاف جتھا کرلیں۔ مگر برطانیہ سب سے مقابلہ کر سکتا ہے لیکن ہماری بحری طاقتوں کی بہتری مجھے نیتجے کے لئے بے چین بنا رہی ہے۔ جب تک ہماری جیب میں ایک شلنگ باقی ہے ہم ڈریڈ ناٹ (جنگی جہاز) بنا سکتے ہیں اور بنائیں گے اور جب تک ہمارا ایک آدمی بھی باقی ہے ہم ان جہازوں کو بھر لیں گے" مگر اس پر بھی لارڈ روزبری کو یقین نہیں کہ یہ کارروائی کافی ہوگی۔ تمام برٹش سلطنت اخبار قائم مقاموں سے جو وہاں موجود تھے لارڈ روزبری نے کہا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس



سلطنت کے ہر شخص کے پاس یہ پیغام پہونچادیں۔ کہ **ہر شخص سلطنت کی حفاظت کا بذات خود ذمہ وار ہے**۔ اور اپنے لوگوں کو بتلادیں کہ یہ کیا قابل افسوس حالت ہے جو دہشت میں بالکل کمال پر پہونچ گیا ہے۔ چھوٹے انگلستان پر اب اپنی تمھاری (برٹش قلمرو کے کل حصوں کی) حفاظت کا موقع آپڑا ہے۔

ایک ہزار روپیہ انعام

سید شبیر حسین۔ کوتوال کے قاتل کا پتہ ظاہر کرنے کے لئے گورنمنٹ نے ایک ہزار روپیہ کا انعام شایع کیا ہے افسوس کہ اب تک کچھ پتہ نہیں ملا۔ امید ہے کہ ایسا بے رحمی کا کام کرنیوالا ضرور پکڑا جائیگا اور اپنی سزا کو پہونچیگا۔

سال کا شروع

اہل چینی اپنے سال کا شروع ماہ جون سے شمار کرتے ہیں اہل مقدونیا ماہ ستمبر سے اور اہل روم اول ماہ مارچ سے اور پھر ماہ جنوری سے کرنے لگے اور فارس والے ماہ اگست کی ۱۱ تاریخ سے۔ اہل میکسیکن ماہ فروری سے اور اہل محمدی ماہ جولائی سے اور چینی ماہ فروری سے اس پر یہ مثل صادق آتی ہے ہر ملکے و ہر رسمے۔

معزول سلطان روم کا گذارہ

معزول سلطان عبدالحمید خاں کو ایک ہزار پونڈ۔ اور ان کے شہزادوں کو جن کی عمر ۲۰ سال سے اوپر ہے چھ چھ سو پونڈ۔ سلطان مراد کی بیگمات سے ہر ایک کو ۱۰۰ پونڈ سابق سلاطین کی شہزادیوں میں سے ہر ایک کو ۱۰۰ سو پونڈ غیر شادی شدہ شہزادوں اور شہزادیوں میں سے ہر ایک کو ۳۰۰ پونڈ وظیفہ ملیگا اور جدید سلطان ترکی کو ۲۰ ہزار پونڈ ماہوار اور ولیعہد کو دو ہزار پونڈ اور دیگر شہزادوں کو ایک ایک ہزار پونڈ کو ۲ ہزار پونڈ ماہوار وظیفہ ملیگا۔

تپ دق کا علاج خانہ

ریاست پٹیالہ کی کونسل نے کالکا اور شملہ کے درمیان دھرم پور کے نزدیک مسٹر مالاباری کو ایک جنگل ۹۹ برس کے ۵ روپیہ سالانہ کے بدلے نام کرائے پر دیدیا ہے اس میں ۱۱۰ ایکڑ زمین ہے اور دیودار کے درخت جو بذات خود تپ دق کے لئے مفید ہیں لگے ہوئے ہیں۔ مسٹر مالاباری کی تجویز ہے کہ اس جگہ تپ دق کے مریضوں کے لئے علاج اور رہائش کا بندوبست کیا جاوے۔ چنانچہ مسٹر ویاہام۔ گدہ مل جنہوں نے اس مضمون کی اچھی طرح چھان بین کی ہے اور دیگر حامیان سکیم چند مکانات فوراً شروع کردینا چاہتے ہیں یہ سادہ مگر زمانے حال کی تمام معلوم شدہ اصولوں کے مطابق بنائے جائیں گے اس میں روشنی اور ہوا کھلے طور پر آتی رہیگی۔

دولت انگلشیہ کی عظمت و شوکت

ایک سرکاری بلیو بک جو حال میں شائع ہوئی ہے ہمیں بتاتی ہے کہ اس وقت قریب ۱۱۳۳۲۰۰۰ مربع میل علاقہ یونین جیک (انگریزی جھنڈے) کے ماتحت ہے اور اس ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۳۴۸۵۳۵۷۰۰۰۰ آدمی بستے ہیں۔ ساری انگریزی سلطنت کے اندر ماقبل گذشتہ میں ۸۰ لاکھ سے زیادہ گھوڑے ایک کروڑ سے زیادہ مواشی اور دو کروڑ سے زیادہ بھیڑیں تھیں۔ دوسرے کارآمد جانوروں کے شمار کا بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ برٹش امپائر کی الماس اور ہیرے کی برآمد ۱۹۰۶ء میں بقدر ۹۰ لاکھ پونڈ ½ ۱۳ کروڑ تھی اور برآمد طلا بقدر ۵۰ کروڑ روپیہ اور برآمد نقرہ بقدر ½ ۴ کروڑ روپیہ سالانہ کے شمار میں آتی ہے۔ جو کوئلہ سلطنت کی کانوں سے ایک سال میں کھودا جاتا ہے اس کی قیمت ۴۰ ارب ایک کروڑ روپیہ تک تانبا کی ۹ کروڑ سالانہ تک اور قلعی کی ۵ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ سالانہ تک پہونچی۔ سلطنت کے خارجی و باہمی تجارت کی قیمت ۱۹۰۶ء میں ۲۵ ارب سے زیادہ تھی صرف برطانیہ کلاں کی دولت جائیداد میں ۱۹ ارب تک اندازہ کی جاتی ہے ۱۸۹۹ء میں جن آمدنیوں پر انکم ٹیکس دیا جاتا تھا ان کی مجموعی مقدار ۲۵۹۵۰۵۰۰۰۰ روپیہ تھی مگر ۱۹۰۷ء میں یہ مقدار ترقی پاکر ۸۵۲۹۹۷۰۰۰۰ روپیہ تک پہونچی۔ برطانیہ کلاں میں لوگوں کی سالانہ آمدنی تخمینہ ۴۴ ارب روپیہ کے قریب ہے برطانیہ نے ممالک خارجہ کی کفالتوں میں ۵۴ ارب روپیہ لگا رکھا ہے۔ کہتے ہیں ہم جب برطانیہ کلاں اور سلطنت انگریزی کے وسائل کا ذکر کریں گے۔ کروڑوں اور اربوں کی رقوم ہی ہمارے خیال میں آئیں گی۔

ولایت کا طریقہ ترقی

مسٹر واشنگٹن واقع امریکہ کے سررشتہ زراعت کے ایک ہی محکمہ میں ایک ہزار سے زیادہ عالمان سائنس تجربہ کے کام کے لئے ملازم ہیں اور اس تنہا شاخ کا مستقل سالانہ خرچ تیس لاکھ پونڈ یا ساڑھے چار کروڑ روپیہ ہے اور اسی قسم کے محکمے دیگر صوبجات امریکہ میں بھی پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل آزاد ہیں اور اپنے طریقہ پر نئے نئے تجربوں اور جدید تحقیقاتوں میں لگ رہے ہیں۔

ستر لاکھ روپیہ کی دیاسلائیاں ہندوستان میں ایک سال میں آتی ہیں تجویزیں عمل میں لائی جاویں گی۔ کہ اس ملک میں دیاسلائیاں تیار کی جایا کریں جو یورپ اور جاپان کی دیاسلائیوں سے سستی مل سکیں۔

گلدستۂ اخبار

ایک ۲۵ برس کی عمر کی جوان اور بیاہی عورت نے کلکتہ میں خودکشی کر لی یعنے اپنے کمرے کی چھت کیساتھ اپنے تئیں پھانسی دے لی۔ وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اُن اوریا میں دستور نہیں ہے کہ اُن کی عورتیں اپنے شہر سے نکلکر خواہ خاوند کیساتھ کسی دور کے شہر میں جاویں جب انہوں نے ایسا کیا تو اس کا شوہر ذات سے خارج کیا گیا اس سبب سے عورت نے خودکشی کے سوا اور کوئی صورت زندگی کی نہ دیکھی۔ افسوس کہ ذات کے بند ھن لوگوں کو کیسا خراب کر رہے ہیں۔

ملک فرانس میں زلزلہ سے ۵۵ آدمی ہلاک ہوئے اور ۰۰۰ زخمی ہوئے۔ بڑے شہروں میں کچھ نقصان نہیں ہوا صرف دو قصبوں میں نقصان ہوا۔ نقصان جان کی نسبت نقصان مال بہت زیادہ ہوا۔

رنگی ولایت کے لئے کراچی میں غلہ دھڑا دھڑ بھیجا جا رہا ہے یعنی ۱۰ ہزار ٹن روز آتا ہے۔

آنریبل قاضی انہد کے سردار دیال سنگھ ماں لونسل ایجنسی فریدکوٹ کے پریسیڈینٹ مقرر کئے گئے ہیں۔

گرنتھ صاحب کے انگریزی ترجمہ کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے مسٹر میکالف کو ۵۰۰۰ روپیہ دیا ہے۔

گلگت کی خبر ہے کہ ایک ٹیلہ کے آ پڑنے سے ہنزہ ندی میں بند پڑگیا ہے۔ عظیم جھیل بن رہی ہے۔

کلکتہ کے قومی میڈیکل کالج کی عمارت کے لئے ایک بنگالی صاحب نے ۳۰ ہزار روپیہ مرحمت کیا۔

۷ ماہ حال کو قریب ۱۲ بجے دن کے ایک مسلمان عورت جو پنڈی سے کرسٹیشن جہلم پرادتری بدقسمتی سے لائن ریلوے کے رستہ میں چل رہی تھی کہ اتنے میں لاہور سے بمبئی میل کے انجن نے سیٹی صرف کرتے ہوئے اس

بیچاری کی عمر کا فیصلہ کر دیا۔

سیالکوٹ میں لچھمن سنگھ نے پھانسی پائی اس نے مذہب کے جوش میں تین مسلمانوں کو مار ڈالا تھا۔

آخر مئی میں مقام ٹراونکور میں ایک حادثہ ہوا کہ ایک سنار کے ہاں کسی تقریب پر جسقدر آدمی کھانے میں شریک ہوئے تھے وہ گھر جاکر سب کے سب مر گئے۔

رسید زر

۱۹۰۹ء

مس ہیکن	[illegible]
پادری ٹی۔ جے جونس۔	[illegible]
ڈاکٹر ایم۔ لوتھر	[illegible]
مسٹر کیلب	[illegible]
بابو گھنیال	[illegible]

اشتہارات

ضرورت

ایک سلائق بائبل وومن کی ضلع میں کام کرنے کے لئے ضرورت ہے درخواستیں معہ اسناد بتہ ذیل آنی چاہئیں۔

مس ایس۔ ایم۔ ویری جگراؤں پنجاب

ضرورت

اینگلو ورنیکولر مڈل سکول نارووال کی پہلی و دوسری اور تیسری مڈل جماعتوں کے لئے ایک ریاضی دان سند یافتہ استاد کی ضرورت ہے مسیحی کو ترجیح دیجائیگی۔

درخواستیں معہ اسناد پادری ڈبلیو پی ہیرس نارووال پنجاب آنی چاہئیں۔

ضرورت

ایس پی جی مشن آرفینج اسکول لڑکی کے لئے یکم جولائی ۱۹۰۹ء سے ایک مسیحی ہیڈ ماسٹر کی جو چرچ آف انگلینڈ کا ممبر ہو ضرورت ہے اور نیز انٹرنس پاس اور تجربہ کار ہو تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار سے لیکر ۶۰ روپیہ ماہوار تک و یکجائی اور مکان رہائش مفت ملیگا درخواست معہ نقول سندات بنام پادری اے۔ اے۔ لیجر صاحب ایس پی جی مشن روڑکی آنی چاہئیں

ہیڈ ماسٹر کی ضرورت

مشن سکول کے لئے ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے جس نے بی اے یا ایم اے اور نیز پنجاب کی ایس اے وی حاصل کیا ہو اور کم سے کم ایک سال تک ملازمت کی ہو تنخواہ شروع میں ہو سے ۱۲۰ ماہوار درخواستیں معہ اسناد ایڈیٹر نور افشاں کے نام آنی چاہئیں۔

ایمبرائیڈری مشین

آپ نے مخمل کی گرگابیاں و سلیپر جن پر ابرانی بیل بوٹے نکالے ہوتے ہیں نیز بیل کلابتہ چمینوں کی جھالریں اور سیونی گدیاں بیٹھنے کے آسن مخمل کی ٹوپیاں بیلدار اور ایسے کئی کپڑے ابرانی بیل بوٹے نکالے ہوئے دیکھے ہونگے وہ سب اس چھوٹی سی مشین کا کام ہے چھوٹی لڑکیوں کو اور عورتوں کو جو گھروں میں بیکار بیٹھی رہتی ہیں یہ ہنر بہار و خوشنما بنانا سکھانے کیلئے یہ مشین ایک اعلی ذریعہ ہے ہنر کا ہنر اور لاکھ کا فایدہ اور تفریح کی تفریح و سجاوٹ کی سجاوٹ اور اس سے بڑھکر یہ کہ گھر بیٹھے کارآمد ہے فریم اور مشین ہم سے طلب کریں تین روپیہ قیمت مشین اور دو روپیہ قیمت فریم کل پانچ روپیہ سے اسقدر فایدہ ہو سکتے ہیں ترکیب استعمال انگریزی میں ہمراہ ارسال ہوتی ہے جس پر مختلف نقشہ جات دکھلائے ہوئے ہیں کپڑا کو فریم میں کسکر اور بیل بوٹے ترکیب استعمال سے نقل کریں اور اس مشین پر چلا کر کام کریں پھر نتیجہ ظہور میں خود ہی آ جاویگا۔ ملنے کا پتہ شنکر داس اینڈ کمپنی نو لو گڈس ڈیلرس۔ ریلوے روڈ۔ لاہور

لاکھہ روپیہ کی جان کے واسطے

صرف ہم خرچیات ہی کیا ہو۔ دیکھو گری کا قائم کیا اور ساتھہ ہی جگہ بیجگہ ہیضیہ ہونا بھی ناممکن ہے اسلئے وقت ہو کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور گھر میں ڈال رکھے یہ ڈاکٹر واسیں کے برمن کا تیار کردہ **اصل عرق کافور** ۳۲ برس سے تمام ہندوستان میں لاکھوں بار کا آزمایا ہوا ہیضیے کا اکسیر علاج ہے سنہ ۱۹۰۱ء میں جب احاطہ بمبئی میں قحط اور ہیضیہ پھیلا تب اسی عرق کافور سے ہزاروں اشخاص کی جان بچی تھی اور تین مہینے میں ایک لاکھ شیشیاں فروخت ہوئی تھیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سند ٹیکہ ... کے موجود ہیں منگاکر دیکھئے جعلی عرق سے ہوشیار قیمت فی شیشی ۸ مع محصول ڈاک ۱۲ ایک شیشی تک ۵ امتحاناً **بلا قیمت دیا جاتا ہے** ضرور آزمائیے اگر آپ بلا قیمت اس کا نمونہ آزمانا چاہتے ہیں تو محصول ڈاک کیواسطے دو پیسہ ٹکٹ بند لفافہ میں بھیجئے اور اسی خط میں اس خواندہ مضمون کے نام و پتہ صاف طور پر لکھہ دیجئے۔ پتہ مقام ڈاکخانہ ضلع لکھئے گا۔

المشتہر ڈاکٹر واسیں کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

پرسبیٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے اور بچے بھی جیکہ وہ سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پاسکتے ہیں ۱۰ برس میں اس فنڈ نے ۸۰ ہزار روپیوں سے اوپر بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے اگرچہ ممبروں نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھہ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۴۳ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہوسکتا ہے رپورٹ نئے پراسپیکٹس (اردو انگریزی) میں منیجنگ ڈائرکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم۔ اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

سنڈے اسکول کے پرچے

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے اسکول بلا محصول ۱۲ مع محصول ۱۲ قیمت ۸ کاپی سبق سنڈے سکول ہر قسم کی خط و کتابت سنڈے اسکول کے پرچوں کے مشنری ... منیجر مشن پریس لودیانہ سے ہونی چاہئے۔

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے نمونہ کا پرچہ درخواست آنے پر روانہ کیا جاتا ہے تمام درخواستیں نام ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد ہونی چاہئیں۔

انڈین سٹینڈرڈ

پرسبیٹیرین کلیسیائے ہند کا انگریزی رسالہ

ایڈیٹر پادری ڈبلیو۔ ایس۔ سی۔ ہور بیاور راجپوتانہ

سٹینڈرڈ دنیا اور تمام ہندوستانی کلیسیاؤں کے اتحاد کا حامی ہے اس میں مشن کے کام کے متعلق ہر پہلو پر آزادانہ طور پر رائے زنی کی جاتی ہے ہر ایک مشنری کو اس کا خریدار ہونا چاہئے۔

ہر مہینہ اجمیر میں سکاٹش مشن انڈسٹریز کمپنی میں شایع ہوتا ہے قیمت ۲ سالانہ مع محصولڈاک۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک ۲
ہندوستان پنجاب ۲ آنہ ۸
غیر ملک سے ۲ آنہ ۸ پیسے ۵

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

تعداد اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸	۹	ے
چوتھائی کالم	ے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	معہ
پورا کالم	عہ	معہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	معہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ ر مابعد کے لئے ا ر فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں

سی بی۔ ہائی سکول لودیانہ

قایم شدہ سنہ ۱۸۷۵ء

پرفضا محل وقوع

مستند استاداں

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہوسکتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک مع فیس جماعت فی ماہ صہ اگر دو طالب علم ایک ہی خاندان کے ہوں لعہ ہر ایک یا زیادہ لعہ کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔

کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا گڑو گوول وکر میہ خیمہ و دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر طیار ہوتا ہے قیمت رکشا ۹۰ سے ۱۲۵ تک گڑو گوول لعہ۔

مزید دریافت حال کے لئے منیجر صاحب اسکول ہذا سے خط و کتابت کریں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض عین کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم جالا ۔ پڑبال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بیاے اور ادویہ کے آنکھوں کے مرضوں اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے ۱ روپیہ عام ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری تولہ مع خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت حوالہ اخبار ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمے کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ پروفیسر میا سنگھ صاحب آپ کے سفید سرمے سے ایک شخص کو جسکی آنکھ میں ناخنہ ہو گیا تھا بہت فائدہ ہوا یہ شخص چند ڈاکٹروں کا علاج کرا کے مایوس ہو چکا تھا براے مہربانی ایک تولہ سفید سرمہ اعلیٰ قسم بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیجئے راقم مہاراجہ فتح جیت سنگھ بہادر مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست کپورتھلہ کمپ لکھوکی گڑھ ۔ ۲۔ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فایدہ بخش نہیں دیکھا گیا جن کی آنکھوں میں خدا نہ کرے کسی قسم کی شکایت ہو جیسی بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فایدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند خارش سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فایدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اسقدر سستے داموں پر یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ ادا کرنا میں جو نہایت محال ہے ضروری ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں راقم پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور ۔ ۳۔ جناب سردار صاحب جو پیکٹ سرمہ ممیرہ وغیرہ بغرض تجربہ آپنے میرے پاس بھیجا تھا اس کو میں نے اپنے چند مریضوں پر استعمال کیا بہت مفید پایا میری رائے میں آپکا ایجاد شدہ سرمہ ہر قسم کی سوزش چشم اور کمزوری نظر اور دھند کے لیئے نہایت ہی مفید ہے اس وقت تک میں نے انہی بیماریوں کے مریضوں پر استعمال کیا ہے اور آئندہ جن بیماریوں میں مفید پاؤنگا ان کی نسبت بعد کو لکھونگا راقم ڈاکٹر محسن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ و ایڈیٹر میڈیکل جرنل آگرہ ۴۔ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم میں نے آپ کے یہاں سے سفید ممیرے کا سرمہ منگوا کر استعمال کیا حد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہو گئی آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فایدہ معلوم ہو جاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس لئے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لئے اور کوئی دوائی نہیں ہے راقم مہاراجکنور جیت پال سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست جھگوان اودھ ۵۔ جناب من تسلیم نیاز چونکہ آپکا سرمہ بہت سے آنکھوں کے مریضوں پر استعمال کرنے سے مفید ثابت ہوا ہے اسواسطے اور ایک تولہ سفید ممیرے کے سرمہ کی ضرورت ہے بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجکر مشکور فرماویں راقم ڈاکٹر ولی احمد سول سرجن شفاخانہ دھار و انشیو علاقہ حیدرآباد دکن

پانچہزار روپیہ انعام ۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب تیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کے مارچ ۱۸۹۸ء سے جمع کیا گیا ہے

پادری ای ۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مہتمم نور افشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی براون چھپا اور شائع ہوا

